۲- تاج المصادر ، طبع تهران ، صفحه صد و ده
۳- نسخۂ زیر بحث ، ورق ۱ ب
۴- ایضاً ، ورق ۱۲۰ ب
۵- ایضاً ، ورق ۱۲۰ ب
۶- علی نقی منزوی : حوالۂ مذکور ، ص ۳۰۱
۷- ایضاً ، ص ۳۰۳ - یہ علی نقی منزوی کا گمان ہے۔
۸- نسخۂ زیر بحث ، ورق ۲۱۶ ب
۹- علی نقی منزوی ، حوالۂ مذکور ، ص ۳۳۲
۱۰- زیر بحث نسخہ ، ورق ۳ ب

تنویر جہاں خان*

قدیم انسانی تہذیب میں کتب خانوں کا قیام

جب سے انسانی تہذیب معرض وجود میں آئی ہے تب سے کتابوں اور کتب خانوں کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا گیا ہے۔ کیونکہ کتب خانے ہمیشہ کسی قوم اور ملک کی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہوتے ہیں اور بیش بہا علمی خزانہ۔ کتب خانہ یعنی لائبریری ایک سماجی اور معاشرتی ادارہ ہے جہاں ہر قسم کے قارئین مثلاً محققین، اساتذہ کرام، طلباء اور ایک عام قاری کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

لائبریری کسی معاشرہ، سوسائٹی اور ملک میں تعلیمی، تحقیقی، تخلیقی اور ادبی سرگرمیوں کے فروغ میں تعاون کرکے ملک کے لیے بہتر کردار کے حامل افراد پیدا کرتی ہے۔ لائبریری جہاں سائنسدان کو مطالعۂ ارض و سماء اور تسخیر کائنات کے لیے مواد مہیا کرتی ہے وہاں معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے فلاسفر کو مطالعہ کی بہتر سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ یہ ایک امر مسلم ہے کہ ایک معاشرہ کو کتب خانوں کی ضرورت اس لیے بھی ہوتی ہے کہ وہ انسانی کاوشوں کی دستاویزات کو محفوظ کرکے اُن سے ایک لمبے عرصہ تک استفادہ کر سکے۔[1]

کتب خانوں سے ہی قوموں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جس طرح ہوا اور پانی کے بغیر زندگی ممکن نہیں اسی طرح کتاب کے بغیر انسانی بقا اور ارتقا محال ہے۔ گویا کتاب ایک پڑھے لکھے انسان کے لیے اسی طرح ضروری ہے جس طرح انسانی زندگی کے لیے آکسیجن ضروری ہے۔ جس طرح علاقائی دفاع کے لیے منظم چھاؤنیوں کا قیام ضروری ہے اسی طرح تہذیب و تمدن اور سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے کتب خانوں کا قیام اور ان کی تنظیم لازمی ہے اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کتب خانہ معاشرتی دفاع کا مؤثر ترین حصار ہے۔

زمانہ قدیم ہی میں اس بات کا احساس کیا گیا کہ کتب خانوں کا وجود علم کی حفاظت کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ علم کو محفوظ کرکے ایک نسل کے تجربات، خیالات و اعتقادات دوسری نسل تک پہنچائے جائیں اور آنے والی نسلیں انسانی کاوشوں کو جان سکیں اور اپنی تحقیقات و تخلیقات وہاں سے شروع کریں

---

*لیکچرار، شعبہ لائبریری سائنس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

جہاں سے گذشتہ نسلوں نے چھوڑا تھا تاکہ وہ اپنا وقت انہی تجربات پر ضائع نہ کریں جو پہلے ہو چکے ہیں تاکہ ترقی کی منزل کو جلد پایا جا سکے۔ علم کے انتقال کو انگریزی اصطلاح میں Transfer of Information کہتے ہیں۔ اسی کی مدد سے نیا علم وجود میں آتا ہے۔ یعنی محفوظ علم کے استعمال سے نئے علوم دریافت ہوتے ہیں اور اگر علم کتابوں کی شکل میں محفوظ ہوگا تو مزید تحقیق کی روشنی میں نئے انکشافات رونما ہوں گے۔ نیوٹن نے ایک بار کہا تھا کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ بزرگوں کے کندھوں پر سوار ہو کر دیکھا۔ یعنی بزرگوں کی تحقیق کو بنیاد بنایا۔ چنانچہ اس نے اپنی تحقیق کے دوران نئے اصول و ضوابط وضع کیے۔

لائبریری کو کسی ملک کی تعلیمی ترقی اور قوم کا کردار سنوارنے میں جو اہمیت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ ابلاغ کی ایک ایجنسی ہے۔ کتب خانے نہ صرف معلوماتی مواد فراہم کرتے ہیں بلکہ استفسارات کے جوابات بھی مہیا کرتے ہیں۔ تعلیم کو عام کرنے میں تعاون کرتے ہیں اور باضابطہ تعلیم کا پرچار کرتے ہیں۔ کتاب انسانی خیالات اور حقیقی معلومات کی ترسیل اور تحفظ کا بہترین ذریعہ ہے۔ آج کے دور میں تہذیب کا انحصار تحریری مواد پر ہمیشہ سے زیادہ ہے۔ لائبریری تحریری علم کو دوسروں تک منتقل کرنے میں بے حد ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ لائبریریوں میں کتب، رسائل و جرائد اور دوسرے ذرائع معلومات خصوصی دلچسپی کے حامل ہوتے ہیں۔ کتب خانے نہ صرف عوام کی ضروریات کو تسکین بخشتے ہیں بلکہ تعلیمی اداروں کے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ کتب خانے ہمیشہ کسی قوم اور تہذیب کا گہوارہ ہوتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ زمانۂ قدیم میں یہ علمی سرمایہ کن چیزوں پر لکھا جاتا تھا اور ان کو کیسے محفوظ کیا جاتا تھا۔ زمانۂ جاہلیت یا زمانہ قدیم میں جب کاغذ اور کتابت کا فن ابھی انسانی ذہن میں نہیں آیا تھا، اس وقت بھی لائبریریاں موجود تھیں، مگر ان کی ہیئت موجودہ زمانہ کی لائبریریوں سے بہت مختلف تھی۔ انسانی تہذیب کے ابتدائی دور میں لکھائی پتھروں پر کی جاتی تھی اور سب سے پہلے وہ اشیاء بطور قلم استعمال میں لائی گئیں جن سے پتھروں پر کندہ کاری، نقاشی اور کھدائی کی جا سکے۔ ان چیزوں کے آثار آج بھی التامیرا (Altamira) اور لاس کاکس (Lascaux) کی غاروں میں اور تاسیلی (Tassili) کی چٹانوں پر پائے جاتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آج سے آٹھ ہزار سال پہلے ایسا ہوتا تھا۔ جب انسان کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے رسم و رواج

اور مذہبی عقیدوں کو احاطہ تحریر میں لائے تو غاروں کی دیواروں کی بجائے مٹی کی تختیوں پر لکھنا شروع کیا جیسا کہ سمیری یعنی بابل کی غیر سامی ثقافتی آثار سے پتہ چلتا ہے -

اس کے علاوہ دیگر شواہد سے بھی مٹی کی تختیوں (الواح) پر لکھنے کے رواج کا پتہ چلتا ہے - آشوری (Assyrian) حکومت کے عروج کا زمانہ آٹھ سے ساتویں صدی قبل از مسیح کا ہے - آشوری بادشاہ آشور بنی پال کی لائبریری جو دارالخلافہ نینوا میں تھی ، نے بہت شہرت پائی - اس لائبریری سے بیس ہزار (20,000) مکمل مٹی کی تختیاں ملی ہیں - یہ سب برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہیں - جب 612 ق - م میں میڈز قوم (Medes) نے ایرانیوں کی مدد سے نینوا فتح کیا تو آشوری لٹریچر تباہ و برباد ہوا -[۲] آشور بنی پال کے عمل سے 626 ق - م کے زمانہ کی دس ہزار تختیاں کھود کر نکالی گئیں - ان پر لگی ہوئی شاہی مہروں سے ان تختیوں کی صداقت کا پتہ چلتا ہے - ان تختیوں کی عبارت خط میخی میں تھی - ان تختیوں کی لمبائی 11 انچ سے لے کر 12 انچ مربع تک بتائی جاتی ہے - مٹی کی ان تختیوں کے انچارج یعنی لائبریرین کو (Man of the Written Talents) کہا جاتا تھا -[۳]

مصر اور بابل کے کھنڈرات سے ملنے والی دستاویزات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عبادت خانوں میں درس گاہوں اور کتب خانوں کا قیام لازمی تصور کیا جاتا تھا - چنانچہ کرنک ، ڈینڈیرا اور ازفو کے عبادت خانوں سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے - ازفو کے مندر کی دیواروں پر لکھا ہوا کتابوں کا ایک کیٹالاگ (Catalogue) بھی دریافت ہوا جس سے اس کتب خانہ کی کتابوں کا پتہ چلتا ہے -[۴]

زمانہ قدیم میں کاغذ کی دریافت سے پہلے پیپرس (Papyrus) پر لکھائی کی جاتی تھی - پیپرس کی کاشت زمانہ قدیم میں وادی نیل میں کی جاتی تھی جہاں اس کو مختلف مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا تھا، مگر خاص طور پر لکھائی کے مواد کے لیے استعمال ہوتا تھا - پیپرس آج کل جنوبی مصر میں تو بالکل ہی ناپید ہے ، البتہ وادی نیل کے بالائی حصوں میں نیز حبشہ ، شام اور جنوبی یورپ میں کہیں کہیں پایا جاتا ہے - سب سے پہلے اس پودے کی نشاندہی ایک یونانی فلاسفر اور ماہر طبیعیات تھیوفراسٹس (Theophrastus) نے کی جس کے بیان کے مطابق پیپرس کا پودا تقریباً تین فٹ لمبا ہوتا ہے اور اس کا تنا آدمی کی کلائی کے برابر موٹا

ہوتا ہے ۔ تھیو فراسٹس نے اس پودے کے کئی فوائد گنوائے ہیں ۔ مثلاً اس کے پھولوں کے ہار عبادت گاہوں میں دیوتاؤں کو چڑھائے جاتے تھے اور اس کی لکڑی مختلف قسم کے برتن بنانے اور آگ جلانے کے کام آتی تھی ۔ ان کے علاوہ اس کی لکڑی سے کشتیاں ، بادبان ، طنابیں اور چٹائیاں بنائی جاتی تھیں ۔ مشہور یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس (Herodotos) نے لکھا ہے کہ پیپرس کھانے کے کام بھی آتا تھا ۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ پجاریوں کی جوتیاں بھی اس پودے سے بنائی جاتی تھیں اور یہ ڈونگوں یعنی ہلکی ناؤ کے بنانے میں بھی کام آتا تھا ۔[۵]

پیپری (Paypri) قدیم مصر کے مقبروں میں پایا گیا ہے ۔ مردے کے ہاتھ میں مذہبی عقیدت کے تحت پیپری تھما دیا جاتا تھا ۔ قبطی لوگ (Coptic) پیپری پر عموماً بائیبل یا مذہبی تحریریں لکھتے تھے ۔ اہل آشور یا (Assyrians) بھی پیپرس سے واقف تھے اور اس کو ''مصر کا نرسل'' (The Reed of Egypt) کہتے تھے ۔ ہیروڈوٹس کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ زمانۂ قدیم میں اہل یونان نے بھی پیپرس کا استعمال کیا اور یونانی اس کو ''کھال'' (Skin) کہتے تھے ۔ یونان کے دارالخلافہ ایتھنز میں پانچویں صدی ق ۔ م میں پیپرس علمی کاموں اور دوسری چیزوں میں استعمال ہوتا تھا ۔

پیپرس کے پودے کو چھیل کر اس کے لمبے لمبے ٹکڑے پہلے تو ساتھ ساتھ رکھے جاتے تھے ۔ اس کے بعد ٹکڑے عموداً رکھ کر ان کو دبا دیا جاتا تھا ۔ جب ان کی لیس جو گوند کی مانند تھی خشک ہو جاتی تھی تو ان کو کاٹ کر ان کے رولز (Rolls) بنا لیے جاتے تھے ۔ جن کو لکھائی کے مصرف میں لایا جاتا تھا ۔ پہلی صدی عیسوی کے ایک رومن مؤرخ پلینی نے اپنی کتاب نیچرل ہسٹری جلد تیرھویں میں پیپرس کے پیپر (کاغذ) بنانے کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں کس طرح کاغذ تیار کیا جاتا تھا ۔ مگر اس کی تحریریں غیر مربوط ہیں اور کئی جگہوں پر ابہام کی وجہ سے طریق کار آسانی سے سمجھ نہیں آتا ۔[۶]

پیپرس کا استعمال تو تین ہزار سال ق ۔ م میں شروع ہوگیا تھا مگر اس کی تکنیکی کامیابی بہت عرصہ بعد ہوئی ۔ لیپزگ یونیورسٹی (Leipzig) کی لائبریری میں پیپرس کا ایک رول ہے جس کی لمبائی 65 فٹ ہے اور 110 صفحات پر مشتمل ہے ۔ پیپرس کے نرسل کے ڈنٹھل سے ایک برش بنایا جاتا تھا جس سے قلم کا کام لیا جاتا تھا ۔ یونان میں پیپرس رول ساتویں صدی ق ۔ م میں پہنچا ۔ اہل یونان خالی پیپرس شیٹ کو چارٹس (Chartes) کہتے تھے ۔ جس سے لاطینی لفظ چارٹا (Charta) بنا ۔ اور انگریزی زبان کے الفاظ چارٹ (Chart) اور کارڈ (Card) ماخوذ ہیں ۔ یونانی

پیپرس رول کو (Kylindros) جبکہ رومن اس کو Volumen کہتے تھے - مؤخرالذکر لفظ آج کل بھی کئی زبانوں میں ایک کتاب یعنی Volume کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے -[۷]

جدید دور میں جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اس سے پیشتر یعنی زمانہ قدیم میں چرمی کاغذ بنایا جاتا تھا - بھیڑ ، بکری یا بچھڑے کی کھال سے بال اتار لیے جاتے تھے اور لیموں کے پانی سے چربی دور کر دی جاتی تھی - بعد ازاں اس کو خشک کر لیا جاتا تھا اور ضرورت کے مطابق اس کو کاٹ کر اس کی شیٹیں بنا لی جاتی تھیں - بحر مردار (Dead Sea) سے بکری کی کھالوں پر لکھی ہوئی عبارات ملی ہیں - یہ سن عیسوی کے ابتدائی زمانہ کی معلوم ہوتی ہیں - چرمی کاغذ جو بھیڑ اور بکری کی کھال سے بنایا جاتا تھا سے انگریزی میں Parchment کہتے ہیں اور جو چرمی کاغذ گائے کے بچھڑے کی کھال سے بنایا جاتا تھا اسے Vellum کہتے تھے - چمڑے کا کاغذ 1500 ق - م میں استعمال ہونے لگا تھا مگر اس کا عام رواج سن عیسوی کے اجراء کے زمانہ سے ہوا - چمڑے کے کاغذ پر لکھی ہوئی کتب کو لائبریریوں میں ایک خاص درجۂ حرارت میں رکھا جاتا تھا تاکہ خراب نہ ہو سکیں-رسول اکرمؐ نے ایران کے بادشاہ کسریٰ کے نام جو خط لکھا تھا جس میں اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی وہ چمڑے پر ہی لکھ کر بھیجا گیا تھا - مدینہ منورہ کے کتب خانہ شیخ الاسلام میں اسلام کے اولین زمانہ کا قرآن شریف کا ایک نسخہ ہے جو شتر مرغ کی کھال پر ہے اور تفسیر ابن عباس ہرن کی کھال کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی ہے -[۸]

زمانۂ قدیم میں ہند و پاکستان ، برما اور تھائی لینڈ میں کھجور کے پتوں اور درخت کی چھال پر لکھائی کی جاتی تھی ، جبکہ چین میں لکھائی عموماً بانس یا سلک کے کپڑوں پر کی جاتی تھی - ایسی سلک کو چینی زبان میں چہ (Chih) کہتے تھے -[۹] چونکہ سلک مہنگی اور کمیاب تھی اور بانس بھاری ہوتا تھا اس لیے علم کے فروغ کے لیے یہ دونوں اشیاء دقت طلب تھیں - چین کے بادشاہ ہوتی (Hoti) کے زمانہ میں اس کے ایک درباری افسر سائی لن (Ts'ai Lun) نے ۱۰۵ عیسوی میں درخت کی چھال، سن یا پٹ سن اور چیتھڑوں کی مدد سے کاغذ تیار کرکے بادشاہ کے حضور پیش کیا جس پر خوش ہو کر بادشاہ نے اس کو بے بہا انعام و اکرام دیا اور یوں کاغذ ایجاد ہوا - اس کاغذ کو سائی (Ts'ai) کاغذ کہتے ہیں - بادشاہ نے سائی لن کو عالی مرتبت خطاب سے نوازا - گو بعد میں سائی لن نے

ایک درباری سازش میں ملوث پائے جانے کے خوف سے زہر کھا کر خود کشی کر لی مگر پھر بھی بادشاہ نے اس کی یاد میں ایک عبادت گاہ تعمیر کروائی - چین کی اس دریافت کی تصدیق سر آرل سٹین (Sir Aurel Stein) نے ۱۹۰۷ء میں کی تھی - ۱۵۰ سن عیسوی میں کاغذ چینی ترکستان کے شہر تن ہنگ (Tun Hung) میں استعمال ہونے لگا تھا اور پھر آہستہ آہستہ چین کے دوسرے شہروں میں پہنچا - چینی ترکستان کے شہر لولان میں ۲۰۰ سن عیسوی میں اور ۳۹۹ سن عیسوی میں ترفن کے شہر میں چینی کاغذ کا استعمال شروع ہوا ، جبکہ گلگت میں کاغذ چھٹی صدی عیسوی میں پہنچا -[۱۰]

زمانۂ قدیم میں ایک ریکارڈ روم اور لائبریری میں کوئی فرق نہ تھا اور یوں کہا جا سکتا ہے کہ جب سے ریکارڈ محفوظ کیے جانے لگے تب سے لائبریاں وجود میں آئیں - بابل کے علاقہ نپور (Nippur) میں ایک مندر جو اغلباً تین ہزار سال ق - م - کے زمانہ کا ہے ، کے کئی کمرے مٹی کی تختیوں سے بھرے ملے ہیں جسے ہم لائبریری یا پرانی دستاویزات کا محافظ خانہ بھی کہہ سکتے ہیں - آشوری خاندان کے آخری عظیم فرماں روا آشور بنی پال (B. C. ۶۲۷ - ۶۶۸) کے پاس مٹی کی پچیس ہزار تختیاں تھیں جو اس نے اپنی سلطنت کی مختلف عبادت گاہوں سے اکٹھی کیں - ان بے شمار تختیوں پر بادشاہ کا نام درج تھا - اس نے ان تختیوں کو لینوا کے محل میں جمع کیا تھا -[۱۱] زمانۂ قدیم کی دستاویزات مختلف اشیاء پر لکھی تھیں - مثلاً مٹی کی کچی یا پکائی ہوئی اینٹیں یا مٹی کی تختیاں ، جانوروں کی کھالیں ، درختوں کی چھال اور کجھور کے پتے تحریروں کے لیے استعمال ہوتے تھے -[۱۲] مصر میں طل الامارنہ کے مقام سے آشوری دور کی بے شمار مٹی کی تختیاں دستیاب ہوئی ہیں -[۱۳]

زمانہ قبل از مسیح میں اہل یونان نے نہ صرف سیاسی طور پر ہی غلبہ پایا بلکہ علوم و فنون میں بھی بڑا نام پیدا کیا - ایتھنز اور اسپارٹا کی تہذیبیں مدتوں پورے عالم پر چھائی رہیں - موجودہ دور میں فلسفہ ، فنون لطیفہ اور سائنس نے جو ترقی کی ہے ، دراصل اس کی بنیادیں ہزاروں سال پہلے یونان میں رکھی جا چکی تھیں - گو بعد میں مسلمانوں نے یونانی فلسفہ کو چیلنج کیا مگر یہ امر تسلیم کرنا پڑے گا کہ یونانی فلسفہ صدیوں تک علمی دنیا میں چھایا رہا - یونانی دیوتاؤں کی شان میں قصیدے اور مذہبی گیت لکھے جانے لگے - مشہور یونانی ڈرامہ نویس ہومر کی عالمی شہرت کی کتابیں ایسٹر اور اوڈیسی امراء کے دور میں (B.C. ۷۵۰-۶۵۰) میں ہی لکھی گئیں - جبکہ اس زمانہ میں زیادہ تر جنگی ڈرامے لکھے جاتے تھے - تاکہ عوام یونان کے جنگی مشاہیر اور ان کے کارناموں سے واقفیت حاصل کر سکیں -

چنانچہ ہیروڈوٹس - تھیوسی ڈائیڈس اور زینوفون جیسے مؤرخین نے اپنی تصانیف کے ذریعہ تاریخ نویسی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ۔[۱۴] ہیروڈوٹس کو تو تاریخ کا باپ (Father of History) کہا جاتا ہے -

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ فلسفۂ یونان نے علمی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔ سقراط ، بقراط اور ارسطو کے فلسفوں نے یونان کو علم و ادب کی بلندیوں پر پہنچا دیا ۔ ان کے نظریات کو محفوظ کرنے اور دنیا میں عام کرنے کا ایک ہی ذریعہ تھا اور وہ تھا کتابیں ۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر ان نظریات کو کتابوں میں محفوظ کر لیا جائے تو دیگر ممالک اور آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کر سکیں گی ، چنانچہ کتابیں لکھی گئیں اور کتب خانوں کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی -

پہلی صدی ق ۔ م ۔ کے دور کے سیاح اور مؤرخ سٹرابو (Strabo) کے قول کے مطابق ارسطو ہمیشہ مصر کے بادشاہوں کو لائبریریوں کی اہمیت بیان کرتا تھا اور ان کو قائم کرنے کی نصیحت کرتا رہتا تھا ۔ یونانی فلاسفر ڈیمیٹریس (Demetrius) کا ٹالمی I (B. C. ۲۸۳ - ۳۰۵) پر کافی اثر تھا چنانچہ ٹالمی اول نے اسکندریہ میں لائبریری قائم کی جس کو اسی کے بیٹے ٹالمی دوئم اور بعد میں ٹالمی سوئم نے بہت وسیع کیا ۔ یوں یونانی ادب کے ماہرین اسکندریہ پہنچ گئے ۔ مصر میں چونکہ پیپرس سستا تھا اور میوزیم کی آمدن بھی لائبریری کے لیے وقف تھی اس لیے اس لائبریری نے بہت ترقی کی ۔ لائبریری قائم کرنے والوں کا خیال تھا کہ وہ تمام کا تمام یونانی علمی خزانہ یہاں منتقل کر دیں گے۔ یہ لائبریری موسز کے مندر میں جسے موسیان (Mouseion) کہتے ہیں قائم کی گئی تھی ۔[۱۵] یونان کے صف اول کے ماہرین علم نے اس لائبریری میں کام کیا ۔ گرائمر کے مشہور ماہر کالی ماکس (م : B. C. ۱۹۴) ، ایراٹوسیتھنز (Eratosthense) (م : B.C. ۱۹۳) ، فلاسفر ارسٹوفینز Aristophanes (م : B. C. ۱۸۰) اور ارسٹارکس (م : B. C. ۱۴۵) نے اس مشہور زمانہ لائبریری میں اہم خدمات سرانجام دیں ۔[۱۶]

یونان میں صحیح معنوں میں جو پہلی ذاتی لائبریری قائم ہوئی اسے ارسطو (B. C. ۳۲۲ - ۳۸۴) نے قائم کیا ۔ اس سے پہلے صرف بادشاہوں کے اپنے شاہی کتب خانے ہوتے تھے جو ان کے محل میں ہوا کرتے تھے یا پھر عبادت گاہوں کے کتب خانے ہوتے تھے جن سے صرف مذہبی پیشوا ہی استفادہ کر سکتے تھے ۔ مگر یہ کتب خانے عوام کی دسترس سے باہر تھے ۔ ارسطو کے ذاتی کتب خانے میں بے شمار کتابیں تھیں ۔ اس نے یہ کتب خانہ افلاطون کے ایک شاگرد سے اٹھارہ ہزار

ڈالر میں خریدا تھا ۔ اس کی وفات کے بعد یہ کتب خانہ بالترتیب تھیوفریسٹس اور نیولس کو ملا ۔ نیولس اس کو شمال مغربی ایشیائے کوچک کے شہر سکیپسز (Scepsis) لے گیا ۔ ارسطو کے کتب خانے کے بعد نجی کتب خانوں میں اضافہ ہونے لگا ۔[۱۷]

اسکندریہ کی لائبریری ایک عجائب گھر میں قائم ہوئی تھی ۔ یہ عجائب گھر ایک شاہی علاقہ بروچم میں واقع تھا ۔ جب اسکندریہ کی سیاسی اہمیت کمزور پڑ گئی تو لائبریریوں کی اہمیت میں بھی کمی واقع ہو گئی ۔ سیزر کے دور میں جب ۴۷ ق ۔ م میں اسکندریہ کی بندرگاہ کو آگ لگی تو اس سے اس لائبریری کو بھی نقصان پہنچا ۔ پلوٹارک رقمطراز ہے کہ جب اینٹونی نے کاوپیٹرا کو پرگاسم کی لائبریری کا تحفہ پیش کیا تاکہ اسکندریہ کی لائبریری میں اضافہ ہو سکے تو یہ تحفہ دو لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا ۔[۱۸]

ایتھنز میں ارسطو کی لائبریری کے علاوہ یونان کے دوسرے صوبوں اور شہروں بھی نجی کتب خانے قائم ہونے شروع ہو گئے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کتب خانوں کے قیام کی تحریک یونان سے ایشیا اور ایشیائے کوچک تک جا پہنچی ۔ پرگامم کے بادشاہ یومینس دوم (B. C. ۱۶۰ - ۱۹۷) کے خوف سے جو یونانی فلسفہ کے خلاف تھا ، نیولس نے اس کتب خانہ کو زیر زمین دفن کر دیا ۔ یومینس دوم کے دور میں جب کتابوں کی تلاش زور پکڑ گئی تو ارسطو کا کتب خانہ زیر زمین ہونے کی وجہ سے ہی بچا رہا ۔ ایک صدی بعد جب اس کو ایتھنز کے ایک مشہور فلسفی ایپلیکون نے خریدا تو اس کا زیادہ حصہ دیمک خوردہ تھا ، گو بعد میں نئے خریدار نے ان نسخوں کو بڑی محنت سے کافی حد تک درست کر لیا تھا ، لیکن جب سلا (Sulla) نے ۸۴ ق ۔ م میں ایتھنز پر قبضہ کیا تو وہ اسے ایتھنز سے روم لے گیا ۔ روم میں اس کتب خانہ سے سٹرابو کے استاد ٹائی رینیو (Tyrannio) کے علاوہ سسرو (Cicero) نے بھی استفادہ کیا ۔[۱۲]

سکندر اعظم کی وفات کے بعد جب یونانی حکومت کمزور ہوتی چلی گئی تو مصر علوم و فنون کے اعتبار سے یونان بن گیا ۔ مصر میں علم و ادب کی ترقی بطلیموسی حکمران سوتر کی بہت حد تک رہین منت ہے ، اس نے اسکندریہ میں ایک بہت بڑے کتب خانے کی بنیاد رکھی ۔ اس کے بیٹے فیلا ڈلفس کی علم پروری کی بدولت کتب خانہ اسکندریہ علم و تحقیق کا عالمی مرکز بن گیا ۔ ٹالمی III یوریجٹس (Euregetes) کے زمانہ میں محققین پورے یونان سے یہاں سمٹ آئے ۔

کتب خانہ اسکندریہ نینوا کے کتب خانہ کی طرح حکومت کی سرپرستی میں قائم ہوا تھا ، جبکہ دونوں کتب خانوں کے قیام کا درمیانی وقفہ چار سو سال کا ہے ۔[۲۰]

بطلیموسی حکمران سوتر نے کتب خانہ کے علاوہ اسکندریہ میں ایک عجائب گھر بھی تعمیر کروایا جس کو ماہرین نے یونیورسٹی کا درجہ قرار دیا ہے ، کیونکہ وہاں تحقیق کے علاوہ نشر و اشاعت کا کام بھی ہوتا تھا ۔ وہاں کی کتب دیگر ممالک کو فروخت کے لیے برآمد کی جاتی تھیں ۔ اس عجائب گھر اور کتب خانے کو یونان کی عبادت گاہوں کی طرز پر بنایا گیا تھا ۔ یعنی یہاں پر زیادہ تر حساب اور فلسفہ کی کتب تھیں ۔

کتابوں کے حصول کے کئی ذرائع تھے جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ اس زمانہ میں لائبریری کی توسیع کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جاتے تھے ۔ کتب خانہ اسکندریہ کے بارے میں بادشاہ پولیمی سوئم نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب بھی کوئی سیاح ملک میں داخل ہو اس کے سامان کی تلاشی لی جائے اور یوں جو بھی کتاب ہاتھ لگے اسے ضبط کر لیا جائے ، البتہ اس کی ایک نقل اصل مالک کو مہیا کر دی جائے اور اصل کتاب کتب خانہ اسکندریہ میں جمع کروا دی جائے ۔ اسی طرح جو کتب جہازوں سے لائی جاتی تھیں ان کو جہازوں میں علیحدہ رکھا جاتا تا کہ کیٹالاگ کرتے وقت منتظمین کو کوئی دشواری پیش نہ آئے ۔ ایک بار ایتھنز میں قحط پڑا تو اہل مصر نے اس شرط پر یونان کو غلہ بھیجنا منظور کیا کہ یونان سے اسکیوس ، سوفوکس اور یوروپیڈیس کی تصانیف کتب خانہ اسکندریہ کو بھیجی جائیں گی ۔[۲۱] یونانی ، ایرانی ، عبرانی اور ہندوستانی زبانوں میں لکھی ہوئی کتابوں کے نسخے تمام یونان اور ایشیا بھر سے اس لائبریری کے لیے اکٹھے کیے جاتے تھے ۔ اس لائبریری کی عظمت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زینوڈوٹس ، ایراٹوستھنیس اور کالی ماکس ایسے مشاہیر عالم اس لائبریری کے منتظمین میں سے رہ چکے ہیں ۔ کالی ماکس کے زمانہ میں اس کتب خانہ کی چار لاکھ نوے ہزار کتب تھیں ۔ جبکہ گائیس جولیس سیزر کے زمانہ میں کتب کی تعداد سات لاکھ بتائی جاتی ہے ۔[۲۲]

فتوحات کے بعد جو لائبریریاں ہاتھ آتی تھیں ان کو بڑے بڑے کتب خانوں کی زینت بنا دیا جاتا تھا ۔ جب لوکیس پالس مقیڈونیکس (Lucius Paulus Macedonicus)

کو ۱۶۸ ق - م - میں پڈنا کی جنگ کے بعد Perseus کی لائبریری حاصل ہوئی تو اسے بڑی لائبریری میں جمع کروا دیا گیا - ۱۴۶ ق - م میں کارتھیج میں ماگو (Mago) کی تخلیقات جو اس نے زراعت کے متعلق لکھی تھیں ، کا لاطینی میں ترجمہ کیا گیا - کارنیلس سلا کو میتھریڈاٹک (Mithridatic) کی مہم (۸۸ - ۸۴ ق م) سے جو مال غنیمت حاصل ہوا اس میں بے شمار کتب بھی شامل تھیں - سلا ان کو روم لے گیا اور اپلی کون لائبریری میں جمع کروا دیں - لوسی ایس کولولس (Lucius Locullus) کو پانٹک کی مہمات کے دوران (۷۴-۶۷ ق م) جو کتابیں ملیں وہ اتنی زیادہ تھیں کہ ان کو کئی جگہوں میں تقسیم کرنا پڑا - مارکس ٹولیس سسرو (Marcus Tullius Cicero ، ۱۰۶-۴۳ ق م) کے زمانہ میں کتابوں کی نقول تیار کی جاتی تھیں - سسرو (Cicero) اور اس کے ناشر نے کتابوں کے حصول میں بڑی دلجمعی سے کام کیا ۔[۲۳]

شمال مغربی ایشیائے کوچک میں پرگامم کی لائبریری بڑی اہمیت کی حامل تھی جسے پرگامم کے حکمران اتالوس اول نے قائم کیا - یومینس دوم (B. C. ۱۹۷-۱۶۰) نے لائبریریوں کو مستحکم کرنے میں بہت کوشش کی اور کتابوں کی تلاش میں اسے جنون کی حد تک شوق تھا - اتالوس دوم کے بعد پرگامم کی ریاست کو رومیوں نے زیر کر لیا - گو یہ کتب خانہ اسکندریہ کا مقابلہ تو نہ کر سکا مگر اس نے اپنی ڈیڑھ سو سالہ زندگی میں محققین کی بے حد خدمت کی - اس کتب خانہ میں ایک لاکھ دس ہزار رولز تھے - کتب یعنی رولز کو مختلف الماریوں میں رکھا جاتا تھا - ہر الماری میں رکھے ہوئے رولز کے مصنف کا نام اور کتاب کا نام لکھا ہوتا تھا ، بلکہ مصنف کا نیم مجسمہ (Bust) بھی الماری پر رکھا ہوتا تھا تاکہ قارئین کو الماری میں رکھے ہوئے رولز کے متعلق حتی المقدور اطلاع مہیا کی جا سکے ۔[۲٤]

جولیس سیزر نے روم میں عوامی کتب خانے قائم کرنے کا منصوبہ بنایا - اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری مشہور سکالر اور مصنف مارکس ٹیرنشس وارو (Marcus Terentius Varro) کو سونپی گئی - مارکس وارو نے پبلک لائبریریوں پر ایک رسالہ بعنوان De Bibliothecis بھی لکھا - ملک میں خانہ جنگیوں کی وجہ سے پبلک لائبریریوں کے قیام کے وجود میں آنے سے پیشتر ہی جولیس سیزر کا انتقال ہو گیا - بالآخر اسینیس پولیو (Asinius Pollio) نے ۳۹ اور ۲۷ ق - م کے درمیانی عرصہ میں روم میں ایون ٹائین کے مقام پر پہلا عوامی کتب خانہ قائم کیا - پارتھیا کی جنگوں سے حاصل شدہ مال غنیمت سے اس لائبریری کو سنوارا گیا - اس میں

مصنفین کے مجسمے رکھے گئے جن میں مارکس وارو کا مجسمہ بھی تھا جو اس وقت بقید حیات تھا ۔ پلینی اپنی مشہور عالم تصنیف Historia Naturalis میں پولیو کے قائم کردہ پہلے عوامی کتب خانہ کے متعلق رقمطراز ہے کہ ''اس نے لوگوں کی علمی قابلیت و لیاقت کو عوامی تحویل میں دے دیا''۔ سلا اور مارکس وارو کے ذاتی کتب خانے بھی بعد میں اس عظیم کتب خانہ میں شامل کر دیے گئے ۔ یوں عوامی کتب خانوں کی یہ روایت اینٹونیو اور اس کے بعد آنے والے حکمرانوں نے بھی جاری رکھی ۔ اگسٹس کی لائبریری جو اپولو کے مندر سے منسلک تھی یونانی اور لاطینی کتابوں سے بھرپور تھی ۔ ڈیلمیشین سے اگسٹس کو جو مال غنیمت ملا اس سے اتنی کتابیں حاصل ہوئیں کہ اگسٹس نے پورٹیکس جو کیپیٹولن ہل اور ٹائبر کے درمیان واقع ہے میں دوسرا بڑا عوامی کتب خانہ قائم کیا گیا ۔ اٹلی کے دوسرے شہروں میں بھی عوامی کتب خانے قائم کیے گئے ۔[۲۵]

دوسرے رومن شہنشاہوں نے بھی لائبریریوں کی مقبولیت میں اضافہ کیا ۔ ٹیبریس (Tiberius) نے اپنے محل میں ایک ذاتی کتب خانہ قائم کیا ۔ شہنشاہ ویس پاسیان (Vespasian) نے ٹمپل آف پیس (Temple of Peace) کے قیام کے وقت (۷۵-۷۱ عیسوی) ایک لائبریری قائم کی ۔ دوسری صدی عیسوی میں انٹونینس (Antonines) کے دور میں بھی پبلک لائبریروں کے قیام کا سلسلہ جاری رہا ۔ ببلیوتھیکا آلپیا (Bibliotheca Ulpia) جس کو ٹراجن (Trajan) نے قریباً ۱۰۰ عیسوی میں قائم کیا اور جو پانچویں صدی عیسوی تک برقرار رہی ، ایک قسم کا روم کا پبلک ریکارڈ آفس تھا ۔[۲۶] رومن ایمپائر کے اختتام پر (پانچویں صدی عیسوی) بقول Miralilia Romae روم میں ۲۸ پبلک لائبریاں موجود تھیں ۔[۲۷]

مخیر حضرات کی سرپرستی کے علاوہ کتب خانوں کو شاہی امداد بھی ملتی تھی ۔ اٹلی کے دیگر صوبوں اور شہروں میں بھی پبلک لائبریریاں قائم ہوئیں ۔ پلینی دی ینگر (Pliny the Younger) نے اہل کومم (کومو) کو ایک لائبریری تحفہ میں دی ۔ اٹلی کے مختلف شہروں میں قائم ہونے والی جن لائبریریوں نے شہرت پائی آن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: کیومے ، سیوایسا اورونکا (Suessa Aurunca)، ٹبور (ٹیوالی) اور والیسنی (Volsinii) میں قائم ہونے والی لائبریریاں ۔ زمانۂ قدیم میں ہی اٹلی سے باہر قائم ہونے والی لائبریریاں جنھوں لے شہرت دوام پائی وہ یہ تھیں : ٹبریس جولیس سیلیس (Tiberius Julius Celsus) کی ایفی سیس کی لائبریری ، ایتھنز میں قائم ہونے والی ہیڈ کی لائبریری ، شمالی افریقہ میں قدیم تھموگدی (تمگد) کی میونسپل لائبریری ۔ ان لائبریریوں کے آثار آج بھی ملتے ہیں ۔[۲۸]

عوامی کتب خانوں کے علاوہ رومن ایمپائر میں پرائیویٹ لائبریریاں بھی موجود تھیں۔ آگسٹس کے دور میں (.B. C. ۲۷ - ۱۴ A. D) پرائیوٹ لائبریریاں عام تھیں۔ وارو کی ذاتی لائبریری کو لوٹا گیا۔ ورگل (Vergil) کی لائبریری کے دروازے اس کے دوستوں کے لیے کھلے تھے۔ پرسیس (Persius) نے اپنی لائبریری اپنی موت کے بعد اپنے استاد لوسیس (Lucius) کو دینے کی وصیت کی۔ پلینی کی Historia Naturalis کی پہلی جلد کی ببلیوگرافی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے رومن اور غیر ممالک کے مصنفین کی کتابوں اور نگارشات سے استفادہ کیا۔ گارڈیانس دوم (Gordianus II م : ۲۳۸ع) کو ورثہ میں ۶۲,۰۰۰ رولز ملے۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں پرائیوٹ لائبریریوں کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔ کونسینٹی ایس (Consentius)، کوینٹس (Quintus)، سینٹ جروم (St. Jerome) اور سینٹ آگسٹائن کی ذاتی لائبریریاں تھیں۔ زمانہ قدیم کی ذاتی لائبریریوں میں سے ہر کولینیم (Herculaneum) کی لائبریری کے کچھ باقیات اب بھی موجود ہیں اور یہ لائبریری اب پیسو (Piso) خاندان کی تحویل میں ہے۔[۲۹]

زمانۂ قدیم میں کتب خانے عام طور پر مندروں اور عبادت گاہوں کے ساتھ ہی تعمیر کیے جاتے تھے تا کہ عبادت گاہوں کے کچھ کمرے ریڈنگ روم کے طور پر استعمال ہو سکیں۔ لائبریری کا رخ مشرق کی طرف رکھا جاتا تھا تاکہ کمروں کے کے دروازے مشرق کی طرف کھلیں اور سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ نیز سورج کی روشنی رات کی ٹھنڈک اور نمی کو بھی دور کرتی ہے اور یہ نمی پارچمنٹ اور پیپرس دونوں کے لیے نقصان دہ تھی۔ مندروں کے کمرے سپلیمنٹری ریڈنگ روم کا کام دیتے تھے۔ لائبریری کا ہال کمرہ بڑے ریڈنگ روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ لائبریری کی دیواروں میں طاقچے بنائے جاتے تھے۔ بڑی بڑی پبلک لائبریریوں میں قیمتی لکڑی اور سنگ مرمر کے ٹکڑے، تمغے، کتبے، ہاتھی دانت اور شیشے کی آرائش کی اشیاء رکھی جاتی تھیں۔ رولز کو افقی طور پر لٹکایا جاتا تھا یا پھر سلنڈروں کے بکسوں میں عموداً رکھا جاتا تھا۔ رولز کی نشاندہی کے لیے ٹیگ جسے Titulus کہتے تھے الماری یا بکس کے باہر لٹکا رہتا تھا تا کہ قارئین کو کتاب یعنی رولز کے ڈھونڈنے میں دقت پیش نہ آئے۔

زمانۂ قدیم میں موجودہ طرز کی یونیورسٹی لائبریریاں تو نہ تھیں، البتہ ارسطو کے ذاتی کتب خانہ کو جو اتنا ضخیم تھا کہ محققین نے اسے یونیورسٹی لائبریری کا درجہ دیا ہے۔ اس لائبریری میں بلند پایہ عالموں اور محققین کو لائبریرین مقرر کیا جاتا تھا۔ اسکندریہ کے کتب خانہ میں زینوڈوٹس، کالی ماکس، اپولونس،

اپالونس ایڈوگرافس اور ارسطو ریچوس جیسے جید عالم اس کے لائبریرین رہے ہیں ۔[۳۱]

لائبریری کیٹالاگ بڑی محنت سے تیار کیا جاتا تھا ۔ تاکہ قاری کو کتاب ڈھونڈنے میں دقت پیش نہ آئے ۔ اڈفو (Idfu) یا ایڈفو (Edfu) کے مندر کی دیواروں پر کتابوں کا ایک مکمل کیٹالاگ کندہ کیا ہوا پایا گیا ہے ۔ یہ کیٹالاگ ۱۲۰ کتابوں پر مشتمل ہے جسے پینکس (Pinakes) کہا جاتا ہے ۔ انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس کیٹالاگ کے تیار کنندہ کا نام کالی ماکس بتایا گیا ہے ۔ کالی ماکس کے زمانہ میں اس لائبریری میں چار لاکھ نوے ہزار رولز (Rolls) تھے جبکہ گائیس جولیس سیزر کے دور میں سات لاکھ رولز تھے ۔ اب اس کیٹالاگ کا کوئی جزو موجود نہیں ۔ زمانہ کی دستبرد سے تمام کا تمام ضائع ہو چکا ہے ۔[۳۲]

زمانۂ قدیم میں جنگوں کی وجہ سے جہاں دوسرے نقصانات ہوئے وہاں لائبریروں کو بھی کافی نقصان پہنچا ۔ نہ صرف روم میں ہی جنگوں کی وجہ سے لائبریریاں برباد ہوئیں بلکہ مشرق کے حکمرانوں نے قسطنطنیہ میں جو کتب خانے قائم کیے وہ بھی متعصب اور غیر مہذب لوگوں کے ہاتھوں برباد ہوئے ۔ ان علاقوں میں پھر نویں صدی عیسوی میں اچھی لائبریریاں قائم ہوئیں ۔ رومن ایمپائر میں عیسائیوں پر بہت ظلم و ستم کیے گئے مگر ان تباہ کاریوں کے باوجود مسیحی پادری رومن ایمپائر میں یعنی اسکندریہ ، سیزیریہ ، یوروشلم ، کارتھیج اور سیویل (Seville) کے گرجا گھروں میں عیسائیت پر لکھی گئی کتابوں کو جمع کرتے رہے ۔ مسیحی خانقاہی نظام جو مشرق میں شروع ہوا تھا بالآخر یورپ میں بھی آیا اور اس نے اٹلی اور فرانس میں بھی مقبولیت حاصل کی ۔[۳۳]

چھٹی صدی عیسوی کے نصف کے لگ بھگ فلیویس میگنس اوریلیس کیسو ڈورس (Flavius Magnus Aurelius Cassiodorus) جو بادشاہ تھیو آڈرک کا وزیر رہ چکا تھا ، نے اٹلی میں ویویریم خانقاہ (Vivarium Monastery) قائم کی ۔ آئرلینڈ میں اس زمانہ میں بت پرستی سے متعلق علوم نے اس قدر مقبولیت حاصل کر لی کہ یہ علوم یورپ میں بھی عام ہوگئے ۔ سینٹ کولمبن (St. Columban) نے ۵۹۰ سن عیسوی میں فرانس کے شہر لکسی آول (Luxevil) اور شمالی اٹلی کے شہر بوبیو (Bobbio) میں ۶۱۲ سن عیسوی میں خانقاہی نظام کو تقویت بخشی ۔ جبکہ بونیفیس (Boniface) انگلستان میں سرگرم عمل تھا ۔ جہاں سینٹ اگسٹائن آف کنٹربری ۵۹۷ عیسوی میں روم سے بہت سے کتابیں اپنے ساتھ لایا تھا ۔ بینیڈ کٹ بسکاپ (۶۲۸ - ۶۹۰) نے انگلستان میں لائبریریاں قائم کرنے کے

سلسلہ میں اعلیٰ خدمات سر انجام دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یارک (York) ، کینٹربری (Canterbury).ویئرماؤتھ (Wearmouth) اور جارو (Jarrow) میں اعلیٰ پایہ کی لائبریریاں قائم ہوگئیں۔ آئرش اور اینگلوسیکسن پادریوں کی کوششوں سے متعصب لٹریچر سے لائبریریاں بھرگئیں ۔ ایسی لائبریریاں چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں کوربی (Corbie)، ریمس ، Reims، رچی نا (Reichenau) ، اور سینٹ گال St-Gall میں قائم ہوئیں جبکہ آٹھویں صدی عیسوی میں (Fulda) ، کوروے (Corvey) ، ورزبرگ (Wurzburg)، ہرس فیلڈ (Hersfeld) ، لورش (Lorsch) اور مینز (Mainz) میں قائم ہوئیں ۔ انگلستان میں مسیحی کتب خانے قائم کرنے کے سلسلہ میں یارک کے مسیحی راہب الکوئن (Alcuin) کا نام قابل ذکر ہے ۔ وہ شارلیمین (Charlemagne) سے ۷۸۱ عیسوی میں ملا اور کتب خانوں کے قیام میں بہت مددگار ثابت ہوا ۔[۳۴]

حوالہ جات

۱۔ شیرا ، جے ۔ ایچ ، لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں ، مترجم سید جمیل احمد رضوی ، لاہور ، پاکستان ایسوسی ایشن ، ۱۹۸۰ ، ص ۱۶

2. SVEND, DAHL, *History of the Book* New Jersey, Sacarecrow Press Inc. 1968, pp. 16—17.

3. Schullian, Dorothy M., "Libraries", p. 353. *Encyclopaedia Americana*, 1969, Vol. XVII ; Parker, Ralph Halstead, "Libraries and Library Science", The new Encyclopaedia Britannica, Chicago, Vol. XXII, 1986, p. 968.

انیس خورشید ، عہد قدیم میں کتب خانوں کی تاریخ ، الزبیر (کتب خانہ نمبر) ، بہاولپور ، اردو اکادمی ، ۱۹۶۷ء ، ص : ۱۷ - ۱۶

4. Schullian, "Libraries", pp. 353—54.

5. John L. Parson, "Papyrus", *Encyclopaedia Americana*, 1969, Vol. XXI, pp. 258—59.

6. Cournbe, Clement, "Papyrus", *Encyclopaedia Americana*, 1969, Vol. XXI, pp. 258—263, 270—271.

7. *Dahl, History of the Book*, pp. 8, 9, 18.

8. Stokes, Roy, Esdaile's*Mannual of Bibliography*, London, George Allan and Uuwin, 1967, pp. 51, 53, 54 ;

محمد زبیر ، اسلامی کتب خانے ، کراچی ، ایچ ۔ ایم ۔ سعید کمپنی ، ۱۹۷۸ ، ص ۔ ۷۳

9. Me Murtrie, Douglas G., *The Book*, New York, Oxford University Press, 1976, p. 18

10. *Ibid*. p. 61-63

11. Schullian, "Libraries", p. 353
Parker, "Libraries and Library Science", p. 968.

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۳ پر آشوربنی پال کا عہد حکومت B.C. ۶۶۸ - ۶۶۸ ق ۔ م بتایا گیا ہے جب کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۲۲ صفحہ ۹۶۸ پر اس کا عہد B.C. ۶۲۷ - ۶۶۸ درج ہے ۔ جب کہ محمد زبیر نے اسلامی کتب خانے صفحہ ۷۳ کے فٹ نوٹ نمبر ۱ پر اس کا عہد B.C. ۶۲۶ - ۶۶۸ لکھا ہے ۔

۱۲۔ محمد زبیر ، اسلامی کتب خانے ، ص ۳۸

13. Parker, "Libraries and Library Science", p. 968

۱۴۔ انیس خورشید ، 'عہد قدیم میں کتب خانوں کی تاریخ' ص ۱۸ - ۱۷

15. Parker, "Libraries and Library Science", pp. 968—69 ; Schullian, "Libraries", p. 354

16. Schullian, "Libraries", p. 354

17. *Ibid.*

انیس خورشید ، عہد قدیم میں کتب خانوں کی تاریخ ، ص ۱۸

18. Schullian, "Libraries", p. 354

19. Parker, "Libraries and Library Science", p. 968 ; Schullian, "Libraries", p. 354

۲۰۔ انیس خورشید ، عہد قدیم میں کتب خانوں کی تاریخ ، ص ۲۰